وزارتِ ثقافت، بھارت سرکار کی جانب سے قومی ایوارڈ یافتہ مجلّہ

سہ ماہی

اردو

امراؤتی

UGC CARE LISTED JOURNAL

ISSN 2278-229X

مدیر

وسیم فرحتؔ

(علیگ)

جولائی تا ستمبر ۲۰۲۲ء

اس شمارے کے قلم کار

بابِ نثر	وارث علوی، شکیل رشید، شاہد لطیف، آفاق انجم عامر سہیل، اسلم جمشید پوری، زیبا محمود، غوث احمد شیخ
بابِ نظم	زیب غوری، ستیہ پال آنند، وسیم بریلوی، مصطفٰی جمیل
افسانے	سلام بن رزاق، شموئل احمد، رابعہ الربا

UGC CARE LISTED JOURNAL
یو جی سی سے منظور شدہ جریدہ

خم خانۂ جاوید

عنوان	قلم کار	صفحہ نمبر
اداریہ	مدیر	5
مضامین		
۱۔ منور کی شاعری	وارث علوی	6
۲۔ فکرِ اقبال کی تفہیم	عامر سہیل (پاکستان)	19
۳۔ کوثر چاند پوری	آفاق انجم (جلگاؤں)	30
۴۔ چاند ہم سے باتیں کرتا ہے	اسلم جمشید پوری (میرٹھ)	36
۵۔ کوئی مشکل فکرِ کامل کیلئے مشکل نہیں	زیبا محمود (سلطانپور)	41
۶۔ عصمت کا فن	غوث احمد شیخ لال نبی (سولاپور)	51
• جامِ نو	زیب غوری، مصطفیٰ جمیل (بالاپور)	57 - 63
• بنتِ ماہتاب	ستیہ پال آنند (امریکہ)، وسیم بریلوی (بریلی)	64 - 69
• حدیثِ دل		
۱۔ لذتِ گریہ	سلام بن رزاق (بمبئی)	70
۲۔ سنگھاردان	شموئل احمد (پٹنہ)	79
۳۔ سویٹ ہارٹ	رابعہ الربا (پاکستان)	84
• سن تو سہی! جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا		
۱۔ تبصرہ بزسالگرہ نمبر	شکیل رشید (بمبئی)	89
۱۔ تبصرہ بزسالگرہ نمبر	شاہد لطیف (بمبئی)	91

آفاق انجم شیخ (جلگاؤں)

کوثر چاند پوری: ایک ہشت پہلو ادیب

ہر چند کہ تاریخ اپنے دامن میں ایسی شخصیات کو بڑے سلیقے سے محفوظ رکھتی ہے، جو کئی علمی شعبوں اور ادبی فنون میں بیک وقت دسترس رکھتی ہیں، اردو ادب کی ترقی و ترویج کے لیے کی گئیں اُن کی کوششیں نیز اُردو کی بقاء وفروغ کے لیے پیش کی گئیں اُن کی گراں قدر خدمات قرطاسِ ادب پر آبِ زر سے لکھی جاتی رہی ہیں۔ لیکن کچھ شخصیات ایسی بھی ہیں جو باوجود زود نویسی کے ناقدین کے ذہنوں سے محو ہو گئیں اور جن کے خدوخال کو وقت کی دبیز چادر نے دُھندلا کر دیا۔ ایسی ہی فراموش کردہ شخصیات میں سے ایک نام جناب کوثر چاند پوری کا ہے، جو نہ صرف علمِ طب کے ماہر تھے بلکہ ادب کی کئی اصناف پر بیک وقت دسترس رکھتے تھے۔ ڈاکٹر مظفر حنفی لکھتے ہیں۔۔۔۔۔

''کوثر چاند پوری کی زود نویسی بہت کم لکھنے والوں کے حصے میں آئی۔ ہمہ جہت فنکار تھے۔ اُن کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ۱۹۲۹ء میں چھپ گیا تھا۔ بعد ازاں تیرہ مجموعے اور شائع ہوئے۔ اُردو فکشن کے سرمائے میں اُنہوں نے سترہ ناولوں سے وقیع اضافہ کیا۔ بچوں کے لیے کہانیوں کی پچیس کتابیں لکھیں۔ تاریخ، سوانحِ طب، انشائیے، رپورتاژ، طنز ومزاح، تنقید وتحقیق، رسالہ 'جادہ' کی ادارت، نہ جانے کتنی مہمات میں اُن کے اشہب قلم نے اپنی جولانیاں کی ہیں۔ لیکن اُن کی اتنی وسیع قلمی و ادبی خدمات کا اعتراف ہماری تنقید نے اُس جوش خروش کے ساتھ نہیں کیا جیسا کہ کوثر چاند پوری کا حق تھا۔'' 1

کسی شخصیت کی تشکیل میں جو عناصر کارفرما ہوتے ہیں اُن میں خاندان، تعلیم اور ماحول کو نمایاں حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ ہر انسان کی اخلاقی علمی ومعاشرتی صورت کا قالب نسل وخاندان کی مٹی سے بنتا ہے۔ اُس کے عادات وخصائل، چال ڈھال اور طور طریق کی تشکیل میں خاندان کا ہاتھ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ خاندان کی روایتی زندگی کے اثرات اُس کے خمیر میں رچ بس جاتے ہیں۔ کوثر چاند پوری نے جس خانوادے میں آنکھ کھولی وہ علم وادب وعلمِ طب سے منسوب تھا۔ اُن کے والد حکیم سید علی مظفر چاند پوری اور دادا حکیم سید منصور علی اپنے دور کے قابل اطبا میں شمار کیے جاتے تھے۔ والد اور دادا طبابت کے علاوہ شعروادب کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ 'کچھ ذائقہ جڑوں کا ثمر میں بھی آئے گا' کے مصداق

یہی ذوق حکیم سید علی کوثر عرف کوثر چاند پوری کو ورثے میں ملا۔ ڈاکٹر گیان چند جین نے مختلف حوالوں سے کوثر چاند پوری کا سالِ پیدائش ۱۹۰۵ء قرار دیا ہے۔ مالک رام نے 'تذکرہ ماہ وسال' میں ۱۹۰۸ء درج کیا ہے۔ جب کہ نعیم کوثر نے سرکاری سروس بک کے مطابق موصوف کا سالِ پیدائش ۱۹۰۰ء تحریر کیا ہے۔ محققین کی اکثریت بھی ۸، اگست ۱۹۰۰ء پر اتفاق کرتی ہے۔

سید علی کوثر، چاند پور ضلع بجنور اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ اُن کا سلسلۂ نسب امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ سید یعقوب جازوم سے ہندوستان وارد ہوئے اور جونپور کے بعد نہٹور ضلع بجنور میں آباد ہو گئے۔ رسالہ زیدیہ اور تاریخِ وسطیہ میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ ابتدائی تعلیم کے لیے کوثر نے اپنے والد حکیم علی مظفر کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا، جو ایک نامور حازق طبیب تھے، شاعری بھی کرتے تھے، نثر لکھنے کا ذوق تھا، قصیدہ نگار بھی تھے۔ کوثر نے اس دور کی علمی شخصیات میاں جی عبدالعزیز اور منشی سلیم اللہ سے بھی فارسی کی تعلیم حاصل کی اور ان سے شیخ سعدی کی بوستان کی حکایات کو زبانی یاد کیا۔ اپنے والد اور اپنے دور کی معروف علمی ہستیوں کی صحبت میں معروف شعراء کے دواوین کا مطالعہ کیا۔ نتیجتاً شعر گوئی اُن کے مزاج میں پنپنے لگی۔ چونکہ اُن کا خانوادہ علمِ طب سے منسلک تھا اس لیے کوثر چاند پوری کو اُن کے بھائی کے ہمراہ ۱۹۱۴ء میں آصفیہ کالج بھوپال میں داخل کرا دیا گیا۔ کوثر بچپن ہی سے شرمیلی طبیعت کے واقع ہوئے تھے۔ دورانِ طالب علمی بھی وہ اپنے ہم جماعت طلباء سے الگ تھلگ ہی رہتے تھے۔ کالج میں اُن کے ہم وطن مولوی عبدالقیوم ابتدائی درجات کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اُن کی موجودگی کوثر چاند پوری کے لیے بڑی حوصلہ افزا ثابت ہوئی۔ مزاج میں شرمیلا پن ہونے کے باوجود کوثر صاحب علمی گفتگو اور مباحثوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ علمی مباحثوں کے علاوہ طلباء میں شعر و سخن کی محفلوں کا انعقاد بھی ہوا کرتا تھا۔ اُس زمانے میں اُردو کے معروف شاعر نیاز فتح پوری بھی بھوپال ہی میں سکونت پذیر تھے۔ لہٰذا کوثر چاند پوری نے اُن کی صحبت سے خوب استفادہ کیا۔ دورانِ تعلیم جب انہیں شاعری سے شغف ہوا تو مولانا جمیل احمد سہسوانی اور سیماب اکبر آبادی سے اصلاح لینے لگے۔ لیکن شعر گوئی کا یہ سلسلہ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا۔ شاعری کرتے کرتے اُن کا سابقہ اتفاقاً افسانے سے ہوا۔ ایک دن اُن کے ایک ساتھی عابد علی عابد کے افسانوں کا مجموعہ 'حجابِ زندگی' کہیں سے لے آئے۔ اس مجموعہ کو کوثر صاحب نے بار بار پڑھا اور افسانے کی تکنیک اور فنی باریکیوں کو سمجھا۔ کئی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ پلاٹوں کو ذہن نشین کیا اور اس فن کو اپنانے کا تہیہ کر لیا۔ چونکہ طِب کے طالبِ علم تھے، اس لیے زمانۂ طالبِ علمی ہی میں افسانوی رنگ

میں طِب پر مضامین لکھنے لگے۔ کوثر چاند پوری نے اپنے مضامین میں معاشرے کے سُلگتے ہوئے موضوعات پر بھی قلم اٹھایا اور کسی ماہر معالج کی طرح ان مسائل کو موضوعِ تحریر بنا کر بطورِ علاج ان کا حل پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ پروفیسر نعمان خان کوثر چاند پوری کی افسانہ نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں-----

"کوثر صاحب قصہ گوئی کے فن پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ وہ ادب برائے ادب کے قائل نہیں بلکہ اُن کے ناولوں اور افسانوں میں حقیقی زندگی کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اُنہوں نے ایک ماہر نبّاض کی طرح سماجی مسائل کو موضوع بنا کر بطورِ علاج ان کا حل پیش کرنے کی سعی کی ہے۔" ۲

کوثر چاند پوری اس زمانے میں طِب سے متعلق رسائل 'الحکیم' لاہور، 'خادمِ اطبا'، لکھنؤ اور 'مصباح الحکمت' سہارنپور میں مضامین چھپوا کر رفقا، احباب اور اساتذہ سے داد و تحسین حاصل کرنے لگے۔ بعد ازاں ان مضامین کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کیا۔ ۱۹۲۲ء میں نیاز فتح پوری نے بھوپال سے 'نگار' جاری کیا اور کوثر چاند پوری کو طِب سے متعلق ایک کتاب تبصرے کے لیے دی۔ اس طرح 'نگار' میں ان کا تبصرہ شائع ہوا۔ معیاری رسائل اور نثری کُتب کے مطالعہ نے کوثر چاند پوری کو مضمون نگاری کی طرف مائل کیا۔ اُنہوں نے کئی انشائیے لکھے، جو 'نگار' لکھنؤ، 'نیرنگِ خیال' لاہور، 'ادبی دنیا'، 'شاہکار' اور ہفتہ وار 'ریاست' میں شائع ہوئے۔ اُن کا ایک انشائیہ بعنوان 'احسان' اس زمانے میں کافی مقبول ہوا اور ڈاکٹر عبدالودود نے اُردو کے بہترین انشائیے میں اسے شامل کیا۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۶ء تک کوثر چاند پوری نے انشائیہ نگاری کو اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کے لئے موضوع پایا، لیکن میڈیکل آفیسر کی ملازمت کے سلسلے میں مضافات میں طویل قیام اور دیہات کے سرسبز وشاداب ماحول نے انہیں جلد ہی افسانہ نگاری کی طرف مائل کر دیا۔ کوثر چاند پوری کے ابتدائی افسانے رومانوی رنگ آمیزی کا نمونہ ہیں۔ اُن کا پہلا افسانہ 'گدازِ محبت' ۱۹۲۶ء میں ماہنامہ 'پیامِ ہستی' امرتسر میں شائع ہوا۔ کوثر چاند پوری کی زود نویسی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسی سال یعنی ۱۹۲۶ء میں اُن کے افسانوں کا پہلا مجموعہ 'دلگداز افسانے' مکتبہ جدید لاہور سے شائع ہوا۔ اُنہوں نے اپنے افسانوں میں افسانے کے فنی لوازم کو بڑے سلیقے سے برتا ہے۔ کوثر چاند پوری کے افسانوں میں جزئیات نگاری اور زبان و بیان پر اُن کی دسترس کا اعتراف کرتے ہوئے مظفر حنفی یوں رقمطراز ہیں-----

"زبان و بیان پر اُن کی استادانہ گرفت، پھر نادر تشبیہات گڑھنے کی قدرت، منظر کشی کا

سلیقہ، جزئیات نگاری کا یہ کمال، سماج کے ہر اونچ نیچ کو دیکھتے رہنے والی نگاہ اور مدتوں کے فنی ریاض کی عطا کردہ یہ چابک دستی، کوثر چاند پوری کو ہمارے عہد کا اہم افسانہ نگار بنانے کے لیے کافی ہے۔'' ۳

گو کہ کوثر چاند پوری کے ابتدائی افسانوں پر رومان کا اثر غالب رہا لیکن ملک کے پُرآشوب حالات اور تحریکِ آزادی کی ہنگامہ خیزیوں سے وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ وہ دور تھا جب افسانہ اُردو ادب میں اپنے قدم جما رہا تھا۔ پریم چند اور سجاد حیدر یلدرم جیسے ادباء راستہ ہموار کر رہے تھے نیز ترقی پسند تحریک کی آہٹ بھی سنائی دے رہی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ملک کا جمود و تعطل ہنگامہ خیزیوں اور سرگرمیوں سے بدل رہا تھا۔ ملک سیاسی و معاشی طور پر انتشار کا شکار تھا۔ جاگیرداروں اور زمینداروں کے ذریعے کسانوں کا استحصال ہو رہا تھا۔ سماج میں افلاس، تنگ دستی اور بدحالی پھیلی ہوئی تھی۔ ان حالات کو دیکھ کر کوثر صاحب کا حساس دل تڑپ اُٹھا۔ اُنھوں نے اپنے افسانوں میں کسانوں کی زبوں حالی اور عوام کی مفلسی کو پیش کیا اور جاگیردارانہ اور زمیندارانہ نظام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اس طرح ایک حقیقت نگار مصنف کا جنم ہوا۔ کوثر چاند پوری پریم چند اور ان کے طرزِ تحریر سے بے حد متاثر نظر آتے ہیں۔ انجمن ترقی پسند مصنفین کی بنیاد ۱۹۳۶ء میں رکھی گئی۔ جس کی اوّلین کانفرنس کی صدارت منشی پریم چند نے کی۔ پریم چند سے قلبی لگاؤ ہونے کی وجہ سے کوثر چاند پوری کو انجمن ترقی پسند مصنفین کے مقاصد سے وابستگی ہوئی۔ اِس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں۔۔۔۔۔

''اس تحریک کا اثر میں نے بہت احتیاط سے قبول کیا۔ نعرے نہیں لگائے۔ موضوعات کو شخصیت کا حصّہ بنا کر فنی پابندیوں کے ساتھ افسانے لکھتا رہا۔ مقصدیت کو فن پر غالب نہیں ہونے دیا۔ میں کسی سیاسی جماعت کا ممبر نہیں بنا۔ ہر مذہب وملّت کے مظلوم افراد میری کہانیوں کے کرداروں میں شامل ہیں۔ تعصب اور تنگ نظری سے میں نے ہمیشہ احتراز کیا۔ میری عملی زندگی میں بھی یہ عناصر کبھی داخل نہیں ہو سکے۔ ہر مذہب اور اس کی تعلیمات کا احترام کرتا رہا ہوں۔ اپنے وجود کو مشترکہ قومی دھارے کی ایک موج سمجھتا ہوں۔'' ۴

آزادی کے بعد کوثر چاند پوری کو افسر الاطبا کے باوقار عہدے پر فائز کیا گیا۔ اس عہدے کے ساتھ اُنھوں نے بڑا انصاف کیا۔ شفاخانوں میں نظم ونسق قائم کیا، مناسب دواؤں کا بندوبست کیا اور اطبا میں بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کیا۔ بحیثیت میڈیکل آفیسر اُنھوں نے مریضوں کی بہت خدمت کی۔ ۱۹۵۵ء میں اس عہدے سے سبکدوش ہو کر اُنھوں نے بھوپال میں اپنا نجی مطب 'کوثر صحت' کے نام سے قائم کیا۔ لیکن جب ۱۹۶۲ء میں حکیم عبدالحمید صاحب نے دہلی میں 'ہمدرد نرسنگ ہوم' قائم کیا اور

کوثر صاحب کو لکھا کہ 'فن کو آپ کی ضرورت ہے۔' تو اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے بھوپال کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ کر دہلی چلے آئے اور یہیں کے ہو کر رہے۔ کوثر چاند پوری ادب کے ساتھ ساتھ صحافت سے بھی منسلک رہے۔ موصوف لاہور کے معروف طبّی رسالہ 'الحکیم' کے نائب مدیر رہے۔ قبل ازیں صبا لکھنوی کے ساتھ 'افکار' کی ادارت میں شامل رہے۔ اُنہوں نے جون ۱۹۴۷ء میں ایک ادبی رسالہ 'جادہ' کا اجراء کیا اور ادبی صحافت کو ایک معیاری مقام عطا کیا۔ ایک حاذق طبیب ہونے کے ناطے اس فن میں اُن کا مطالعہ کافی وسیع تھا۔ اُنہوں نے فنِ طب کی معلومات میں اضافے کے لئے جالینوس، بوعلی سینا، رازی اور دیگر تاریخ ساز حکماء اور اُن کے طریقۂ علاج کا بغور مطالعہ کیا اور تحقیق و علم کی جستجو میں خود کو اس قدر غرق کر دیا کہ طِب پر نو یادگار کتابیں تصنیف کر ڈالیں، جنہیں مختلف اداروں نے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ کوثر صاحب ایک مخلص اور بے لوث طبیب تھے۔ اُنہوں نے اس فن کو خدمتِ خلق کے لئے وقف کر دیا تھا ڈاکٹر نازنین خان لکھتی ہیں۔۔۔۔۔

"کوثر صاحب نے طب کو از ابتدا تا دمِ آخر میں ایک فن کی حیثیت سے اختیار کیا اور اسے پیشہ ورانہ شکل میں کبھی نہیں دیکھا۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ شفا مِن جانب اللہ ہے اور دستِ شفا بے لوثی اور بے نفسی کا نتیجہ ہوتا ہے۔" ۵

کوثر چاند پوری ہشت پہلو ادیب تھے۔ افسانہ نگاری اور ناول نگاری کے ساتھ ساتھ اُنھوں نے فنِ تنقید نگاری، رپورتاژ نگاری، طنز و مزاح نگاری اور فنِ سوانح نگاری میں بھی اپنے قلم کے جوہر دکھلائے ہیں۔ اُن کے کل چودہ افسانوی مجموعے اور سترہ ناول میں منظرِ عام پر آئے۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۷ء طنز و مزاح پر کل پانچ کتابیں 'مسکراہٹیں'، 'خندۂ دل'، 'موجِ کوثر'، 'شیخ جی' اور 'نوک جھونک' شائع ہوئیں۔ سوانح پر اُن کی چار تصانیف 'بیرم خان ترکمان'، 'اطبائے عہدِ مغلیہ'، 'حکیم اجمل خان' اور 'جامِ جم' شائع ہوئیں۔ تحقیق و تنقید پر اُن کی پانچ کتابیں نیز انشائیے اور رپورتاژ کی دو کتابیں شائع ہوئیں۔ اس ہشت پہلو ادیب نے اپنے اس طویل ادبی سفر میں بچوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا، ان کے لئے بھی بڑی دلچسپ اور مفید کتابیں لکھیں اور کل پچیس کتابیں لکھ کر ادبِ اطفال میں گرانقدر اضافہ کیا۔ کوثر چاند پوری کو مختلف اکادمیوں، انجمنوں، سرکاری و نیم سرکاری نیز غیر سرکاری اداروں کی جانب سے کئی اعزازات و انعامات سے نوازا گیا۔ دسمبر ۱۹۸۶ء میں اُردو اکادمی دہلی نے 'ایک شام کوثر چاند پوری کے نام' سے منسوب کر کے اس ہمہ جہت ادیب کی ادبی خدمات کا اعتراف کیا۔

کوثر چاند پوری جیسے زود نویس مصنف کی ادبی خدمات کا احاطہ اس محدود مضمون میں کرنا ممکن

نہیں۔ اُنہوں نے لکھا اور خوب لکھا۔ اُردو ادب کی تقریباً تمام ہی اصناف پر طبع آزمائی کی۔ متنوع موضوعات پر اپنے قلم کی جولانیاں دکھلائیں۔ لیکن افسوس کہ ناقدین نے اُن کی قلمی و ادبی خدمات کا اعتراف اس کشادہ دلی سے نہیں کیا جس کے وہ حقدار تھے۔ وہ فطرتاً سادہ لوح اور قناعت پسند انسان تھے۔ زندگی بھر ہوس اور طمع سے دور رہے، یہی سبب رہا کہ وہ اپنا ذاتی مکان تک نہ بنا سکے۔ اُن کے آخری ایام سخت آزمائشوں سے پُر رہے۔ نواسے ارشد الیاس کا کم عمری میں انتقال، اسی سال بیٹی صالحہ ظفر کی وفات نیز رفیقِ حیات فاطمہ بیگم کی رحلت جیسے صدمات نے اُنہیں دل شکستہ کر دیا، اُن کی یادداشت متاثر ہوگئی اور وہ خاموش رہنے لگے۔ بالآخر مختصر سی علالت کے بعد اپنے چھوٹے فرزند ڈاکٹر سید حلیم کوثر کے مکان پر ۱۳، جون ۱۹۹۰ء کی شام کو ایک ہشت پہلو ادیب جس نے تین نسلوں کی علمی، ادبی اور ذہنی تربیت میں حصہ لیا تھا اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر مظفر حنفی۔ باتیں کوثر صاحب کی۔ مشمولہ: وقارِ علم و حکمت۔ مرتب: ڈاکٹر نازنین خان۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس، دہلی۔ ۲۰۱۴ء (ص ۱۹)

۲۔ ڈاکٹر محمد نعمان خان۔ بھوپال میں اردو، انضمام کے بعد۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۔ ۲۰۰۶ء (ص ۱۴۲)

۳۔ پروفیسر مظفر حنفی۔ حکیم کوثر چاند پوری کے مختصر افسانے۔ مشمولہ: طبِ یونانی اور اُردو زبان و ادب۔ مرتب: پروفیسر الطاف احمد اعظمی۔ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی۔ ۲۰۰۴ء (ص ۱۰۶)

۴۔ کوثر چاند پوری۔ خودنوشت سوانح۔ مشمولہ: آجکل اور غبارِ کارواں۔ مرتب: محبوب الرحمن فاروقی۔ پبلیکیشنز ڈویژن، نئی دہلی۔ ۲۰۰۰ء (ص ۲۹۹)

۵۔ ڈاکٹر نازنین خان۔ وقارِ علم و حکمت۔ کوثر چاند پوری۔ ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی۔ ۲۰۱۴ء (ص ۱۹۷۔۱۹۸)

□□□

NATIONAL AWARD WINNER FOR 'BEST JOURNAL' FROM UNION MINISTRY OF CULTURE,GOI
UGC CARE LISTED
RNI REG.NO.MAHURD/2012/48206 JOURNAL POSTAL REGD NO.AMT/RNP/315/2021-2023
SEAMAHEE URDU ISSN 2278-229X
Editor : Waseem Farhat(Alig) Mob.9370222321 VOL: XI ISSUE: III
"Adabistan". Near Wahed Khan Urdu D.Ed.College, Walgaon Road, Amravati -444601 (M.S.)

میر، غالب واقبال کے بعد موضوع وہیتی ندرت کے لحاظ سے
سب سے انوکھا شاعر
اردو شاعری کو روایتی قصیدہ خوانی اور
عورت زدگی سے آزاد کرنے والا اولین شاعر
جس کی بلند قامتی، جس کی بے بہا عظمت کا ایک زمانہ معترف
وجودی شاعری کے ذریعے اردو ادب کو قطعی سمت بخشنے والا پہلا شاعر
اپنے زمانے کا سب سے زیادہ معتوب، مظلوم شاعر
جس کی شاعری کسی جنگ وجدل کی روداد کا عنوان بن سکتی ہے

ابوالمعانی، امام الغزل میرزا یگانہ چنگیزی
کی مطبوعہ غیر مطبوعہ شاعری کا بیش قیمتی خزانہ

کلیاتِ یگانہ

تحقیق، تدوین، تقدیم
وسیم فرحت (علیگ)

ایک انوکھی شان سے پہلی مرتبہ شائقینِ یگانہ کے لیے
وسیم فرحت کی ان تھک محنت کا ثمرہ

صفحات:400 قیمت:400روپے

جلد اپنی کاپی محفوظ کریں

URDU PUBLICATIONS
'AdabistaN', Near Wahid Khan Urdu D.Ed College,
Walgaon Road,AMRAVATI-444601 (Maharashtra)
Mobile : 09370222321 / 07020484735
E-mail: wkfarhat@gmail.com

Printed by Shahnavaz Khan Sarfraz Khan, Published & Owned by Waseem Farhat Khalil Farhat and Printed at Katib Press, Moonlight Complex, Chandni Chowk, Amravati 444 601, and Published at "Adabistan", Near Wahed Khan Urdu D.Ed.College, Walgaon Road, Amravati -444601 Editor : Waseem Farhat Khalil Farhat